ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۶

فاروق

قادیان

ایڈیٹر سید قاسم علی محمدی

انبیاء سے بارے میں جو ہے اعتراض ہے ۱۸

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۳۳ء مطابق ۲۵ رمحرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت بوجہ وفات حضرت سارہ بیگم رضی اللہ عنہا پھر خراب ہو رہی ہے احباب درد دل سے صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی بہت کمزور ہیں۔ ان کی صحت و زندگی کے لئے بھی دعا فرماویں۔

(۳) آج کل مولوی فاضل کلاس کے طلباء کا امتحان قادیان میں ہو رہا ہے۔ ۲۸ طلباء مولوی فاضل کے امتحان میں جامعہ احمدیہ قادیان کے شامل ہوئے ہیں۔ بیرونجات سے بھی کچھ متعلم آئے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

(۴) ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے وغیرہ کے امتحانات بھی ہمارے بچوں نے دیئے ہیں۔ احباب ان سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(۵) ۱۵ رمئی ۳۳ء کو ۱۲ بجے دوپہر کی ٹرین سے مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ افریقہ بخیریت تمام قادیان پہنچے۔ اسٹیشن پر تمام بزرگان ملت و دیگر برادران سلسلہ نے شاندار استقبال کیا حضرت صاحب بوجہ علالت سٹیشن پر تشریف نہ لے جا سکے۔

اظہار درد دل ہو

خدا کے عشق سے مومن کو اسکی یاد آتی ہے
وہ ہے تعلیم مرزا کی کہ سوتوں کو جگاتی ہے
جماعت احمدیہ راہ مولیٰ کو دکھاتی ہے
مسیح ناصری کی زندگی کیوں انکو بھاتی ہے
زمینی جو کہ حصہ ہے زمیں پر ہی وہ رہتا ہے
کلام میرزا میں دیکھئے ہے کیا بھرا جادو
خلافت کس کو کہتے ہیں خلافت ایسی ہوتی ہے
پیامی ہو گئے نادم سدا اس بحث میں آکر
ہوئی ہے چار سُو شہرت جہاں میں احمدیوں کی
ہماری کامیابی دیکھکر دشمن بھی کہتا ہے

وہ دنیا کو چھوڑاتی ہے تو حق سے جا ملاتی ہے
ہر اک انسان کو وہ باخدا انساں بناتی ہے
وہ مذہب پر چلاتی ہے وہ قرآں کو سکھاتی ہے
جسے وحی خدا کشمیر میں جاکر سُناتی ہے
فلک پر روح انسانی ہمیشہ جا سماتی ہے
کہ اس کی شان رعنائی دلوں کو کھینچ لاتی ہے
میاں محمود احمد کو جو وہ دولھا بناتی ہے
بسر موعود کی کیا پیشگوئی رنگ لاتی ہے
بفضل احمدیت نام آور ہوتی جاتی ہے
یہی ہے اک جماعت دین کے جو کام آتی ہے

مسرت رہتی ہے یامین کو اس بات کی ہر دم
خدا کی حمد اور تعریف اسکے دل کو بھاتی ہے

(شیخ محمد یامین تاجر کتب)

تو مولوی صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضور نے مسجد میں تشریف لاکر مولوی صاحب کو گلے لگایا۔ (۱۷ رمئی کو ۲ بجے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّدہ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہا کا افسوسناک انتقال

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ ہم یہ رنج افزا اور روح فرسا خبر ناظرین تک پہنچا رہے ہیں کہ سیّدہ محترمہ حضرت سارہ بیگم صاحبہ کا ۱۳ر مئی بروز ہفتہ پونے دو بجے دن کے انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۰ر مئی کو راولپنڈی تشریف لے گئے تھے۔ اور یہ دردناک سانحہ اور اندوہناک حادثہ حضور کی عدم موجودگی میں ہی واقع ہوا۔ ڈاکٹری رپورٹ یہ ہے۔ کہ مرحومہ کی وفات کے وقت دل کے فیل ہونے کی علامتیں پائی گئیں۔

اور گو یہ کمزوری بباعث دل کی اس حالت کے جو کہ ایام حمل کے ان دنوں میں تھی۔ وقتاً فوقتاً محسوس ہوا کرتی تھی۔ لیکن ۱۲ر اور ۱۳ر مئی کی درمیانی شب ایک اور ۲ بجے کے درمیان دردزہ کے ساتھ جریان خون ہونے کی وجہ سے زیادہ نمایاں ہو گئی۔ ۱۳ر مئی ساڑھے دس بجے صبح لڑکی کی پیدائش بہت تکلیف سے ہوئی۔ جس کی وجہ غالباً قبل از وقت پیدائش تھی۔ بچہ کی پیدائش کے بعد دو اڑھائی گھنٹہ تک حالت خراب نہ تھی۔ لیکن پھر یکدم حرکتِ قلب کے فیل ہونے کی علامات پیدا ہو گئیں۔ اور بیس پچیس منٹ کے اندر اندر وفات ہو گئی۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ سیّدہ مرحومہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا کا خاندان چونکہ ایک علمی خاندان ہے۔ مرحومہ کو بچپن سے ہی تحصیل علم کا خاص شوق تھا۔ اور اسی شوق اور دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۲۶ء میں مرحومہ کو اپنے عقد میں لیا۔ تا آپ کی تعلیم کو مکمل کر کے جماعت کی مستورات کی تعلیمی ترقی میں امداد حاصل کی جا سکے۔ اور اس طرح سیّدہ محترمہ امتی الحی مرحومہ کی وفات سے جو کمی تھی۔ اسے پورا کیا جا سکے۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور نے اُن کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام فرمایا۔ اور انہوں نے بھی اپنی دماغی قابلیت اور علمی شوق کی وجہ سے جلد جلد ترقی کی۔

مرحومہ نے ابتدائی اور دینی تعلیم گھر میں حاصل کی تھی۔ اور اس پہلو کے لحاظ سے مرحومہ ایک اچھی خاصی عالمہ تھیں۔ حتیٰ کہ بخاری بھی پڑھ چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پر بھی خاص عبور تھا۔ دنیوی تعلیم کے لحاظ سے مرحومہ نے پہلے ادیب کا امتحان اور پھر مولوی کی ڈگری نمایاں کامیابی کے ساتھ حاصل کی۔ اور اس سال ایف اے کا امتحان دیا تھا۔ انگریزی میں بھی خاص لیاقت رکھتی تھیں۔ تعلیم نسواں سے خاص دلچسپی رکھتی تھیں۔ اور دراصل اسی غرض کے لئے آپ کو طیار کیا جا رہا تھا۔ قادیان کی مستورات میں آپ کی کوشش سے دینی روح اور سلسلہ کے کاموں کے لئے خاص دلچسپی پائی جاتی تھی۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری بھی تھیں۔ اور اس عہدہ کے فرائض کو نہایت توجہ سے سرانجام دیتی رہیں۔

۱۳ر مئی کو جب خون کی تکلیف شروع ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع دی گئی۔ جس کے جواب میں حضور نے جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو بذریعہ تار ارشاد فرمایا۔ کہ فوراً تفصیلی حالات سے اطلاع دی جائے۔ دوسرا تار پھر دیا گیا۔ کہ حالت نازک اور تشویشناک ہے۔ پھر تیسرا تار وفات کی اطلاع پر مشتمل دیا گیا۔ جس پر حضور نے مولانا مولوی شیر علی صاحب کو تار دیا۔ کہ جنازہ میں خود آکر پڑھاؤں گا۔ نعش کے لئے برف کا انتظام کر دیا جائے۔ ایک تار حضور نے حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کو دیا۔ جس میں مطلع فرمایا۔ کہ ۱۴ر مئی کی صبح کو پونے چھ بجے لاہور پہونچوں گا۔ وہاں موٹر تیار رکھی جائے۔ تا فوراً قادیان پہنچ سکوں۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۳ر مئی کی شام کو کار لاہور روانہ کر دی گئی۔

بوقت وفات مرحومہ کی عمر صرف ۲۶ سال کی تھی۔ اور تین بچے مرحومہ کی یادگار ہیں۔ رفیع احمد۔ امۃ النصیر اور حنیف احمد جس کی عمر صرف ایک سال اور ایک ماہ ہے ہے۔ تھی نورالمیدہ بچی ۲۴ گھنٹہ زندہ رہکر ۱۵ر مئی کو فوت ہو گئی۔ احمدی جماعتیں اپنے اپنے ہاں مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھکر جہاں مرحومہ کیلئے مغفرت اور ترقی مدارج کے لئے دعا کریں۔ وہاں بچوں کی دینی دنیوی بہبودی اور ترقیات کے لئے بھی دعا کریں۔

وہ توقعات جو جماعت کے طبقہ خواتین کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کے متعلق سیّدہ مرحومہ کی ذات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو تھیں۔ اور جن کو مرحومہ نے اپنی قابلیت اور شب و روز کی سرگرمیوں سے اور حضور کی ذاتی تربیت کے باعث بہت خوشگوار بنا دیا تھا۔ ان کا اس طرح یکدم خاتمہ ہو جانا جماعت کے لئے بہت ہی بڑا نقصان ہے۔ اور اس کا احساس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات کو جس قدر ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ ساری جماعت حضور کے اس صدمہ اور رنج میں غمگین دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ شریک ہے۔

اسی طرح جماعت سیّدہ مرحومہ کے والد اور بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ اس حادثہ جانکاہ میں پوری پوری ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب کو چند ہی ماہ میں یہ دوسرا صدمہ اُٹھانا پڑا ہے۔ ابھی جنوری گذشتہ میں ہی آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا۔ اور اب ایسی لائق دیندار اور سعادتمند بیٹی کی مفارقت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے ان صدمات کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کا اجر عظیم بخشے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پونے ۹ بجے تشریف لے آئے۔ لوکل کمیٹی کی طرف سے ۱۳ر مئی کی شام کو حضور کی خدمت میں عریضہ پیش کیا گیا۔ جس میں درخواست کی گئی تھی۔ کہ نعش مبارک کو لاہور لے جانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ نعش کو یہاں سے لے جانا مناسب نہیں۔ اور ۱۴ر مئی کی صبح کو جنازہ ہو گا۔ اور مرحومہ کو یہیں دفن کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۱۴ر مئی کی صبح کو ساڑھے آٹھ بجے جنازہ اٹھایا گیا۔ اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ حضور نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحومہ کی قبر پر بھی دعا فرمائی۔ اور حاضر احباب کے ساتھ مل کر دعا کی۔ اور بعد ازاں حضور نے احباب کے ساتھ مغفرت مآب مرحومہ کے لئے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ حضور نے قبر پر بھی دعا فرمائ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے۔ اور اُن کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی۔ اور جس طرح قرآن کریم میں یہ آیت الیوم اکملت لکم ہے۔ اسی طرح توریت میں بھی آیات ہیں۔ جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل کو ایک کامل اور اور جلالی کتاب دی گئی ہے۔ جس کا نام توریت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہی توریت کی یہی تعریف ہے۔ لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب اُن کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ اُن انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے۔ کہ تا اُن کے موجودہ زمانہ میں جو لوگ تعلیم و تربیت سے دُور پڑ گئے ہوں۔ پھر اُن کو توریت کے اصلی منشاء کے طرف کھینچیں۔ اور جن کے دلوں میں کچھ شکوک اور دہریت اور بے ایمانی ہو گئی ہو۔ ان کو پھر زندہ ایمان بخشیں۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل۔ یعنی موسیٰ کو ہم نے توریت دی۔ اور پھر اس کتاب کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے تا توریت کی تعلیم کی تائید اور تصدیق کریں۔ اسی طرح دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا۔ یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے۔ کہ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجتا ہے۔

چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا۔ جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے۔

اس کثرت ارسال رسل میں اصل بھید یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد موکد ہو چکا ہے۔ کہ جو اس کی سچی کتاب کا انکار کرے۔ تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا اولٰئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون یعنے جو لوگ کافر ہوئے۔ اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ جہنمی ہیں۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اب جبکہ سزائے انکار کتاب الٰہی میں ایسی سخت تھی۔ اور دوسری طرف یہ مسئلہ نبوت اور وحی الٰہی کا نہایت دقیق تھا۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ کا وجود بھی ایسا دقیق در دقیق تھا۔ کہ جب تک انسان کی آنکھ خداداد نور سے منور نہ ہو ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ سچی اور پاک معرفت اسکی حاصل ہو سکے چہ جائیکہ اس کے رسولوں کی معرفت اور اس کی کتاب کی معرفت حاصل ہو۔ اس لئے رحمانیت الٰہی نے تقاضا کیا۔ کہ اندھی اور نابینا مخلوق کی بہت ہی مدد کی جائے۔ اور صرف اس پر اکتفا نہ کی جائے۔ کہ ایک مرتبہ رسول اور کتاب بھیجکر پھر باوجود امتداد ازمنہ طویلہ کے اُن عقائد کے انکار کی وجہ سے جن کو بعد میں آنے والے اس سے سمجھ نہیں سکتے۔ کہ وہ ایک پاک اور عمدہ منقولات ہیں ہمیشہ کی جہنم میں منکروں کو ڈال دیا جائے۔ اور درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے۔ کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے۔ اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے۔ کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قرآن اور رسول کا نام سنا۔ اور پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے۔ قرآن کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے۔ دائمی جہنم میں ڈال دے۔ اور کس انسان کی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتی ہے۔ کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اس پر ثابت کیا جائے۔ یوں ہی اس پر چھری پھیر دی جائے۔ پس یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پاکر دنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلا دیں۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ ہر یک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے۔ اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔ سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا۔ جب تک کہ اسکو منظور ہے۔ کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں۔ اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ بلکہ نظائر متوازہ اس کے شاہد ہیں۔ اور مختلف بلاد کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو چھوڑ کر اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے۔ تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنے حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث اُن میں پیدا ہوئے۔ کہ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن مجید شاہد ہے۔ اور بائیبل شہادت دے رہی ہے۔ اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لائے تھے۔ کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے۔ صرف توریت کے خادم تھے۔ اور جب بنی اسرائیل میں دہریت اور بے ایمانی اور بدچلنی اور سنگدلی پھیل جاتی تھی۔ تو ایسے وقتوں میں وہ ظہور کرتے تھے۔ اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسیٰ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کے لئے نہیں تھی۔ اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے یہ اہتمام کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کے لئے بھیجے اور بارہا آنے والے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے۔ کہ گویا بنی اسرائیل نے نئے سر سے خدا کو دیکھ لیا۔ تو پھر یہ امت جو خیر الامم کہلاتی ہے۔ اور خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹک رہی ہے۔ کیونکر ایسی بدقسمت سمجھی جائے۔ کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظر رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے منہ پھیر لیا۔"

(شہادت القرآن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا احمدی فریق لاہور کے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نہ ماننے والے مسلمان ہیں؟

ٹریکٹ ۱۔ میں احمدی فریق لاہور کے امیر اور پریذیڈنٹ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی تحریرات سے یہ دکھایا گیا ہے۔ کہ لاہوری فریق بھی بلحاظ عقائد درباره دعاوی نبوت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جماعت احمدیہ قادیان کے نہ صرف متفق ہی ہے۔ بلکہ ان سے بھی چار قدم آگے نکل کر حضرت مرزا صاحب کو پیغمبر آخر زمان اور نبی آخر زمان اور کامل نبی تسلیم کرتے ہیں۔ پس اس حقیقت اور بولتی صداقت کا کوئی شخص خواہ موافق ہو یا مخالف۔ کبھی بھی انکار کرنیکی جرأت نہیں کرسکتا۔ کہ لاہوری احمدی فریق دراصل اور فی الحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی رنگ میں اور انہی معنوں میں اور اسی مفہوم میں نبی اور رسول اور پیغمبر اور مدعی نبوت مانتے اور منواتے ہیں۔ جن معنوں اور مفہوم میں جماعت احمدیہ قادیان مانتی اور دنیا میں پیش کرتی ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان جو کچھ فی الحقیقت دل میں یقین رکھتی ہے۔ وہی وہ زبان سے اور قلم سے ظاہر بھی کرتی ہے۔ مگر احمدی فریق لاہور کا یہ رویہ بتلایا جاتا ہے۔ کہ گویا وہ خدانخواستہ جو کچھ دل میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ بعض مصالح اور اغراض کی خاطر زبان اور قلم سے اس کے خلاف ظاہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ کے یہ بالکل خلاف ہے ؛

کیونکہ احمدی فریق لاہور حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف معمولی کافر ہی یقین رکھتا ہے بلکہ وہ ان سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ یہودی قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ جناب مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدی فریق لاہور رقم فرماتے ہیں کہ:-

"The Ahmadiyya Movement stands in the same relation in which christianity stood Judaism."

ترجمہ:- یعنی سلسلہ احمدیہ (جس کے فریق لاہور کے مولانا موصوف خود پریذیڈنٹ اور امیر کہلاتے ہیں) اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا"۔ ریویو جلدہ صـ۱۳۳

اب یہ حوالہ مزید کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ عیسائی اور مسلمان یہودیوں کو کافر بلکہ اکفر تا قیامت مغضوب اور ملعون یقین رکھتے ہیں۔ قرآن کریم نے یہودیوں کے حق میں بالخصوص بیسیوں مقامات پر جو کچھ لعنت و نفرین اور غضب کے فتوے لگائے ہیں۔ وہ عیسائیوں اور مسلمانوں سے مخفی نہیں۔ پس بالفاظ دیگر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہودی قرار دینا نہ صرف معمولی کافر قرار دینا ہے۔ بلکہ مغضوب علیہم کافر گردانا گیا ہے۔ چنانچہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے نہایت صفائی اور جرأت سے کام لے کر اپنے دلی عقیدہ کا اس مختصر سے فقرے میں اظہار فرمایا ہے۔ کہ:- "سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی تعلق رکھتا ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا"۔ یعنی جس طرح یہودی قوم میں حضرت مسیح ناصری تشریف لائے۔ اور ان کی تشریف آوری پر یہودی جس فتوی اور حکم کے مورد و مستحق ٹھیرے۔ اسی فتوے کے اس وقت مسلمان بھی حضرت مرزا صاحب قادیانی کے تشریف لانے پر مستحق ہیں۔ یعنی یہود کی طرح لعنت ابدی کے مورد ٹھیر کر کافر و اکفر ٹھیرے۔ پس اس وقت مسلمانوں کو یہودی قرار دینا ہی ظاہر کر رہا ہے۔ کہ لاہوری فریق کے امیر قبلہ محمد علی صاحب تمام ان کلمہ گو مسلمانوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر ہیں۔ یہود کی طرح کافر سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا عام طرز عمل ہی بتا رہا ہے۔ کہ لاہوری فریق والے عام مسلمانوں سے کسی قسم کا سوشل اور مذہبی تعلق نہیں رکھتے۔ نہ ان کے پیچھے کبھی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ نہ عام طور پر ناطہ رشتہ کرتے ہیں۔ بلکہ تاکیدی حکم دیا جاتا ہے۔ کہ ناطے رشتے اپنوں میں کریں۔ نہ ہی کسی غیر احمدی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ لاہور کی مسلمان آبادی اس امر پر گواہ ہے۔ کہ لاہوری فریق والے کبھی بھی نہ عام مسلمانوں کی نماز جمعہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی نماز عیدین میں۔ بلکہ ہمیشہ اپنی ہی مسجد اور اپنے ہی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ناظرین۔ یہ حوالہ کسی مخالف کا نہیں۔ کہ ان کو کسی فریق کے عقائد کا ثبوت نہ بنایا جاسکے۔ بلکہ خود حضرت امیر قوم فریق لاہور جیسی مسلمہ ہستی کی اپنی تحریر بلاکم و کاست اور بلا کسی تحریف و تبدیل کے درج کی گئی ہے۔ کہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو ؛

پس اگر ان لوگوں کا یہ خیال صحیح ہوتا۔ کہ لاہوری فریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو کبھی ایک آدھ مرتبہ ہی لاہوری فریق والے من حیث الجماعت لاہور کی شاہی مسجد میں مولوی معوان حسین صاحب یا دیگر کسی معزز امام مسجد کے پیچھے کوئی جمعہ یا عید ہی پڑھکر اپنا عملی ثبوت دیتے۔ کہ وہ غیر احمدی (اور آج کل کی ایجاد پیغام کے مطابق غیر از جماعت) لوگوں کے پیچھے ضرور نمازیں پڑھتے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ احمدی فریق لاہور کا ایک طرف یہ فتوی قلمی شہادت دے رہا ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو یہود جیسے کافر و اکفر قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف ان کی عملی شہادت پکار پکار کر بتلا رہی ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے وہ کوئی نماز نہیں پڑھتے۔ اور پڑھیں بھی کیونکر جبکہ وہ غیر احمدیوں کو یہودی سمجھتے ہیں ؛

یہاں پر کوئی شخص کسی ایک آدھ انفرادی مثال کو دیکر ہمارے اس زبردست ثبوت کو نہیں ٹال سکتا۔ کیونکہ انفرادی مثالیں کسی فتوی شرعی کے لئے حجت نہیں ہوسکتیں۔ جیسے بعض انگلینڈ ریٹرنڈ ہندو انفرادی طور پر ان انگریزوں سے اور نہ ہی مسلمانوں سے کوئی چھوت چھات کرتے ہیں۔ اکٹھے ایک ہی برتن میں سب کچھ کھا پی لیتے ہیں۔ مگر ان کے اس فعل سے ہندو دھرم کا چھوت چھات یا گوشت خوری وغیرہ کے مسائل عقیدۃً باطل نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ اسی طرح

نوٹ:- یہ ٹریکٹ کی صورت میں مؤلفہ مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری طبع کرکے احباب میں مفت تقسیم کریں۔ ۱۲ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں پر بھی کسی کمزور ایمان والے لاہوری احمدی کا کوئی انفرادی فعل حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے بعض بے عمل مسلمانوں کی حالت کو غیر مسلم پیش کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ بلکہ ہم تو من حیث الجماعت فتوی اور عمل کو پیش کر رہے ہیں۔ پس نتیجہ صاف ہے۔ کہ لاہوری فریق والے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو یہودی قرار دے رہے ہیں۔ اور کسی کو یہودی قرار دینے سے دنیا جانتی ہے۔ کہ کیا مراد ہو سکتی ہے۔ لہذا کسی نادان دوست کا احمدی فریق لاہور کے متعلق یہ غلط اور خلاف واقعہ پروپیگنڈا کرنا صریح ظلم اور بے انصافی ہے۔ کہ لاہوری فریق والے حضرت مسیح موعود کے منکرین کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ اپنے دعوی میں سچے ہیں۔ تو پھر مہربانی کر کے ذرا سی متذکرہ بالا حوالے فتوی کی ان کی قلم اور زبان سے تردید تو شائع کرا کر دکھا دیں۔ کہ وہ لکھدیں کہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف نے یہ جملہ رقم نہیں فرمایا۔ کہ "سلسلہ احمدیہ کو اسلام سے وہی تعلق ہے۔ جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھا" اور اس کا مفہوم عام ہے۔ اس کی اس قسم کی تاویل یا تشریح کی ہرگز ضرورت ہی نہیں جس طرح احمدی فریق لاہور کی تحریروں میں لفظ نبی اور رسول کو جو سینکڑوں مرتبہ وہ بیچارے حضرت مرزا صاحب کے حق میں استعمال فرماتے رہے ہیں۔ بعض سادہ لوح لوگ محض ابلہ فریبی کے خیال سے لانبی اور لا رسول یعنی نہیں نبی اور نہیں رسول معنے کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا بھر کی لغتیں اور ڈکشنریاں چھان مارو۔ کہیں بھی مثبت کے معنے منفی نہیں ملیں گے۔ مگر یہ نادان دوست ہیں۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف اور ان کے رفقائے کار دعل کی تحریرات اور تصنیفات میں سینکڑوں مرتبہ حضرت مرزا صاحب کے حق میں نبی۔ رسول۔ پیغمبر آخر زمان وغیرہ کا استعمال پاتے ہیں۔ مگر اب بیس سال کے بعد آکر ان مثبتوں کے معنے منفی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب خود تو رقم فرماتے ہیں۔ کہ "حضرت مرزا صاحب نبی آخر زمان وغیرہ ہیں" ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۹۔ "پیغمبر آخر زمان ہیں" ریویو جلد ۶ صفحہ ۸۱۔ "حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو منہاج نبوت پر پرکھو" ریویو جلد ۶ صفحہ ۲۷۔ "حضرت مرزا صاحب کی نبوت کو انبیاء سابقین کے معیار پر پرکھو" ریویو جلد ۴ صفحہ ۴۷۹ "بانی سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے پہلے انبیاء کی طرح مخالفت کی گئی" ریویو جلد ۵ صفحہ ۴۶۱ "جس طرح پہلے انبیاء کو الہام ہوا۔ کہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو بھی وحی قرآنی کے الفاظ میں الہام ہوا۔ و لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی انبیاء کی طرح بے لوث اور پاک زندگی ہے۔ ریویو جلد ۵ صفحہ ۲۳۱۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان کے مقدس نبی ہیں" ریویو جلد ۳ صفحہ ۵۰۔ سورہ جمعہ میں آخری زمانہ میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی ہے۔ سو اس کے مطابق حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶ +

غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں نہیں سینکڑوں مقامات اور حوالجات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں قبلہ محمد علی صاحب موصوف بڑے شد و مد سے حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول کے طور پر دنیا میں پیش فرما رہے ہیں۔ اب ان کے مقابل قبلہ محمد علی صاحب پر یہ کس قدر بہتان اور افترا ہے۔ کہ گویا ان لاہوری حضرات اور ان کے امیر نے کبھی بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول نہیں لکھا۔ اور نہ مانا اور نہ منوایا۔ العیاذ باللہ +

کیونکہ اگر وہ حضرت مرزا صاحب کو واقعی نبی رسول نہ سمجھتے۔ تو مرزا صاحب کے منکرین کو یہودی کیوں قرار دیتے۔ پھر وہ یہ اعلان کیوں فرماتے۔ کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی نجات ہے" پیغام صلح مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء +

پھر اس سے بھی زیادہ زوردار الفاظ میں یہ بھی اعلان فرمایا۔ کہ "ہم حضرت مسیح موعود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ اب دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی" پیغام صلح ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء۔ گویا اس آخری اعلان نے توحید ہی کر دی۔ کہ اب نجات کے لئے حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانا کافی نہیں۔ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لایا جائے۔ ان سب محکم حوالجات کو ممکن ہے۔ کہ بعض لوگ متشابہات قرار دیکر پیچھا چھڑانے کی کوشش کریں۔ اس لئے ایک بالکل تازہ بتازہ اور سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو حوالہ اور پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ خاص نمبر پیغام صلح مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۳۵ پر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ "جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے۔ وہ گویا آنحضرت صلعم کا انکار کرتا ہے" ناظرین جائے غور ہے۔ کہ جب بموجب فتوی قبلہ محمد علی صاحب موصوف آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی نہیں۔ جب تک مرزا صاحب پر ایمان نہ لایا جائے۔ اور مسیح موعود کا منکر آنحضرت صلعم کا منکر ٹھیرتا ہے۔ تو آپ ہی ٹھنڈے دل سے سوچکر بتائیں۔ کہ وہ تمام کروڑوں کلمہ گو مسلمان جو حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ قبلہ محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے اعتقاد میں کیا ٹھیرے مسلمان یا کافر ؟

بس اس نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا

پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ (الف) قبلہ محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء ان تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ یہودی جیسا کافر سمجھتے ہیں۔ (ب) حضرت مرزا صاحب کو وہ ویسا ہی نبی رسول اور پیغمبر تسلیم کرتے ہیں جس کا انکار اور نہ ماننا کلمہ گو مسلمانوں کو بھی جو آنحضرت صلعم پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ نجات کا مستحق نہیں ٹھیراتا اور جو نجات کا مستحق نہ ٹھیرے۔ وہ از روئے شریعت کافر و اکفر ہے۔ بعض لوگ احمدی فریق لاہور کی بیجا حمایت میں حضرت مرزا صاحب کا ایک پرانا حوالہ پیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرکے یوں دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے کسی ایسی نبوّت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جس کا انکار کرکے انسان کافر بن جاتا ہے۔ وہ حوالہ یہ ہے "وہ شخص غلطی کرتا ہے۔ جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوّت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوّت و رسالت ہے۔ چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں" الخ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء۔ حالانکہ اس کے مقابل دیکھا جائے۔ کہ قبلہ محمد علی صاحب موصوف جو حضرت مرزا صاحب کے بہت پرانے خادم اور فنا فی النبوۃ کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ جن کو حضرت مرزا صاحب کی اطاعت اور متابعت اور وفاداری کی سعادت کا اب تک بھی فخر ہے۔ ایسے عظیم الشان بزرگ کبھی ایک لمحے کے لئے بھی اپنے پیر و مرشد کے ارشاد کے خلاف کوئی حرکت کر سکتے تھے۔ پس جب حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۹ء میں نہایت سختی سے نبی و رسول کا لفظ عام بول چال وغیرہ میں استعمال کرنے سے منع فرمایا تھا۔ تو کیا قبلہ محمد علی صاحب جیسی بزرگ ترین ہستی ایسی شقاوت اور معصیت اور حکم عدولی کا ارتکاب کر سکتی تھی۔ العیاذ باللہ۔ کہ جس امر سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ اسی فعل کا ارتکاب بڑے تزدد سے ۱۹۰۲ء میں ہی شروع کر دیں۔ اور لگاتار چودہ پندرہ سال تک اسی جرم کے ارتکاب کو جاری رکھیں۔ جیسا کہ متذکرۃ الصدر حوالجات سے ظاہر ہے۔ اور خود حضرت مرزا صاحب جنہوں نے ۱۸۹۹ء میں نبی و رسول کا لفظ استعمال کرنے سے منع فرمایا تھا۔ وہ بھی مسلسل آٹھ سال تک اس فعل شنیع کا ارتکاب دیکھتے رہیں۔ اور ایک مرتبہ بھی انہیں نہ روکیں۔ پھر تو دل کانپ جاتا ہے۔ کہ ایسی گستاخی اور شقاوت کو میں قبلہ محمد علی صاحب جیسی بزرگ ہستی کی طرف منسوب کروں۔ پس اس سارے کلام کا خلاصہ یہ نکلا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی و رسول سمجھنے میں احمدی فریق لاہور جماعت احمدیہ سے الگ نہیں۔ باقی فریق لاہور کی جنگ زرگری زریں مصالح پر مبنی ہے۔ جن سے دنیا خوب آشنا ہے۔ تفصیل تحصیل حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر و باطن ایک اور صاف رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین:

(خاکسار ملتانی)

محمود آباد سیٹلمنٹ

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ نے جرائم پیشہ اقوام کی ایک بستی مذہبی تعلیم و تربیت اور انتظام کے واسطے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کی ہوئی ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام پر محمود آباد رکھا گیا ہے۔ اس چک کا نہری نمبر ۹۱-A/۱۰R ہے۔ اور خانیوال ریلوے سٹیشن سے جنوب کی سمت میں قریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کے انچارج پہلے پہل حضرت مسیح موعود کے صحابی جناب شیخ قطب الدین صاحب ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر تھے۔ ۱۹۲۵ء سے جناب قریشی محمود احمد صاحب اس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اس بستی میں تین قومیں آباد ہیں۔ بھٹی۔ بھاٹ اور کیچی دلے۔ ہر ایک مزارع کو دس کیلے زمین عطیہ سرکار کے طور پر ملی ہوئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا بے حد فضل و کرم ہے۔ کہ جب سے یہ لوگ جماعت احمدیہ کے ماتحت آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اندر حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ یہ لوگ پابند صوم صلوٰۃ ہیں۔ اور ایسے اچھے زمیندار بن گئے ہیں۔ کہ ان کو دیکھ کر یہ وہم بھی نہیں آتا۔ کہ کسی زمانہ میں یہ لوگ غارتگر تھے۔ گذشتہ چودہ سالہ عرصہ میں کسی ایک بھی واردات چوری کا ان کے خلاف ثابت ہوتا تو کجا شبہ بھی نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ کس قدر ترقی کر گئے ہیں۔ قریباً نصف آبادی احمدی ہو چکی ہے۔ الفضل اللہ بیرونجات میں تبلیغ کرتے ہیں۔ بلکہ خاص خانیوال میں کئی سالوں سے جس قدر تبلیغ ہو رہی ہے۔ وہ محمود آباد کے احمدی بھائیوں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ گذشتہ ماہ دسمبر میں جناب کمشنر صاحب بہادر ملتان نے محمود آباد کا ملاحظہ فرمایا۔ اور کام کو Excellent قرار دیا۔ اور جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس ملتان نے حسن انتظام کی تعریف کرتے ہوئے جناب قریشی صاحب موصوف کو مبارکباد دی:

لیکن نہایت مقام اندوہ ہے۔ کہ جس طرح اہل ہنود ہر جگہ شرارت میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ یہاں بھی باز نہیں آئے۔ چنانچہ جب گذشتہ میلہ بسا کھی محمود آباد کی حدود میں منایا جا رہا تھا۔ تو بعض ہندو اکابرین اور ہندو پولیس نے ان غریب زمینداروں پر ہولناک تشدد کیا ہے۔ جو اپنی فصلوں کی حفاظت کے واسطے موقع پر موجود تھے۔ کئی آدمیوں کو بلا وجہ پیٹا گیا۔ انہیں اشتعال انگیز گالیاں دی گئیں۔ اور ایک کو سیٹلمنٹ سے غیر حاضر سمجھ کر ہتھکڑی لگا لی گئی۔ اور جب معلوم ہوا۔ کہ وہ تو جرائم پیشہ ایکٹ سے مستثنےٰ ہے۔ تو اس کا چالان زیر دفعہ ۱۰۹ (آوارہ گردی) کر دیا۔ مسمی گھنا بکھی داڑھ کا کھیت نخود بالکل ویران کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں دیگر مسلمانوں پر بھی خوب ہاتھ صاف کیا گیا۔ بقول لالہ نرائن داس صاحب سب انسپکٹر ان کا یہ قصور کیا کم تھا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر ایک ہندو وآنہ میلہ میں شریک تھے۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب سیٹلمنٹ نے ان تمام واقعات سے مطلع ہو کر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر جرائم پیشہ اقوام پنجاب لاہور کو اسی دن رپورٹ کر دی۔ اور مضروبین کے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لے لئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قصورداروں کی غلط کاری پر پردہ ڈالنے کے لئے قسم قسم کے جیلے تراشے جا رہے ہیں۔ لیکن امید کی جاتی ہے۔ کہ انسان بالادست ان مظالم کی تہ تک پہنچ کر دادرسی فرمائینگے۔ اور اس بے چینی کو دور کر دینگے۔ جو مسلمانان علاقہ کے قلوب میں ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔ جناب جنرل اسسٹنٹ صاحب بہادر محکمہ جرائم پیشہ اقوام تحقیقات کر چکے ہیں۔ اور مسٹر بند را صاحب اے۔ ایس۔ پی ملتان کی تحقیقات پر پبلک کو کوئی اعتماد نہیں۔ ان کا رویہ نہایت غیر ہمدردانہ تھا۔ جو اقرباء تھانیدار کا مہمان رہا ہے۔ وہ اس کے خلاف الزامات کی تحقیقات کیا خاک کریگا۔ احباب سے

... درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مخالفین کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رکھے۔ اور ملک میں برادرانہ اتحاد و اتفاق پیدا فرمائے۔ آمین

(محمد ہاشم بلال احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مسلم السبحی انجمن خانیوال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودی مشن مو

رسالہ کذبات مرزا کا جواب

(از ماسٹر محمد علی اظہر قادیان)

(بسلسلہ گذشتہ)

جھوٹ ۱۱ میں ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ صـ۲۳۴ کے حوالہ سے لکھتے ہیں "تفسیر ثنائی میں لکھا ہے۔ کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص تھا" اور اپنا ریمارک دیا ہے کہ جھوٹ بلکہ ڈبل جھوٹ ہے۔ ..... واضح ہو کہ وہ تفسیر قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تفسیر ہے۔ اس کا نام تفسیر مظہری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو براہین احمدیہ میں مندرجہ بالا الفاظ لکھتے وقت تفسیر کا نام یاد نہ ہوگا۔ مضمون اور مفسر کا نام ذہن میں ہوگا۔ اس لئے صاحب تفسیر کے نام کے ساتھ مناسبت دیتے ہوئے تفسیر ثنائی لکھدیا۔ غرضیکہ وہ تفسیر ثناء اللہ امرتسری کی نہیں۔ بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی ہے۔ اور مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ وہ اس میں موجود ہے۔ لہذا یہ جھوٹ کیسے ہو سکتا ہے۔ بالکل سچ ہے۔ محض ابو عبیدہ صاحب کی سوزش دروں کا اظہار ہے۔ اور کچھ نہیں (دیکھو تفسیر مظہری جلد ۱ صـ۳۵۲ زیر تفسیر آیت قبل موتہ) "انما زعم من ابی ھریرۃ لیس فی شیٔ من الاحادیث المرفوعۃ وکیف یصح ھذا التاویل مع ان کلمۃ ان من اھل الکتاب شامل للموجودین فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المیتۃ سواء کان ھذا الحکم خاصاً بھم او لا۔ فان حقیقۃ الکلام للحال ولا وجہ لان یراد بہ فریق من اھل الکتاب یوجدون حین نزول عیسیٰ علیہ السلام فالتاویل الصحیح ھو الاول ویدل علیہ قرۃ ابی بن کعب اخرج ابن المنذر عن ابی ھاشم وعروۃ قالا فی مصحف ابی بن کعب وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتھم

ترجمہ۔ یہ صرف حضرت ابو ہریرہ کا ایک زعم ہے۔ احادیث مرفوعہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ تاویل کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ان من اھل الکتاب والا کلمہ ان اہل کتاب پر بھی شامل ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے۔ خواہ یہ حکم ان کے ساتھ خاص ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ کلام کی حقیقت حال کے لئے ہے۔ اور اس بات کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اس سے اہل کتاب کا وہ فریق مراد لیا جائے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت موجود ہوگا۔ پس صحیح تاویل پہلی ہی ہے۔ اور ابی بن کعب کی قرأت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ جس کو ابن المنذر نے ابی ہاشم اور عروہ سے نکالا ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب کے مصحف میں کہا ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتھم"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۲۳۴ میں بیان فرمایا ہے۔ وہ اسی کے متعلق ہے۔ مقابلہ کر کے دیکھ لیا جائے۔ اس میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خیال کو جو انہوں نے آیت مذکورہ بالا کے معنوں میں ظاہر فرمایا ہے۔ زعم من ابی ہریرۃ کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ اور اس خیال کے باطل اور غلط ہونے کے متعلق عقلی اور نقلی دلائل دی ہیں۔ اور زعم کا لفظ جو حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے متعلق صاحب تفسیر نے استعمال کیا ہے اس کی تشریح عربی لغت کی کتاب "منجد" میں اس طرح ہے۔ زعم قال قولاً حقاً او باطلاً واکثر یقال فی مالیثاق فیہ او یعتقد کذبہ ومن عادتھم ان من قال کلاماً وکان عندہ کاذباً یقولون فیہ (زعم فلان) ترجمہ۔ زعم کے معنی کوئی قول کہنا، خواہ وہ حق ہو یا باطل۔ اور زیادہ تر یہ اس بات پر استعمال ہوتا ہے۔ جس میں شک کا احتمال ہو۔ یا اس میں کذب کا اعتقاد ہو۔ اور عرب لوگوں کی یہ عادت ہے۔ کہ جو اُن کے پاس کوئی بات کہے۔ اور وہ کاذب ہو۔ تو اس وقت زعم فلان کہتے ہیں۔

چونکہ صاحب تفسیر نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے ان کہے ہوئے معنوں کے متعلق جو انہوں نے قرآن شریف کی آیت "قبل موتہ" کے کئے ہیں۔ "زعم" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ لہذا حضرت مسیح موعود کا ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۲۳۴ میں یہ فرمانا۔ کہ صاحب تفسیر لکھتا ہے۔ کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے" بالکل درست ہے۔ اور صاحب تفسیر کے خیال سے نرم ہے۔ کیونکہ باطل اور کاذب کی نسبت ناقص بہت نرم ہے۔ اور زعم کا لفظ قرآن شریف میں بھی غلط اور ناقص خیال کے متعلق ہی استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے "(۱) قل یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (سورہ جمعہ) (۲) وما نری معکم شفعاءکم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضل ما کنتم تزعمون۔ ۷/۱۷ ÷ (۳) این شرکاءی الذین کنتم تزعمون ۷/۹ ÷

جھوٹ ۱۲ میں آپ ازالہ اوہام حاشیہ صـ۳۰۷ کے حوالے سے لکھتے ہیں "اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح کے پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں" اور اپنی طرف سے اس پر یہ جرح کی ہے۔ کہ "صریح مخالفت کلام اللہ ہے۔ فیکون طیراً باذن اللہ کے معنے کسی پہلی جماعت کے عربی متعلم سے ہی پوچھ لیتے ہوتے۔ تو یہ بہتان خدا پر باندھنے کی نوبت نہ آتی۔ خود مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام کے صـ۶۸ پر فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھیں" اے احمدی جماعت کے تعلیم یافتہ حضرات کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو۔ کہ اس تناقض اور تضاد کا بھی کوئی جواب ہے۔ ... الخ ÷

اظہر:۔ میاں ابو عبیدہ صاحب اگر آپ کا مبلغ علم پہلی جماعت کے عربی متعلم جتنا ہی تھا۔ جو ابھی حقیقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے کورا ہی ہوتا ہے۔ تو آپ نے کذبات لکھنے کی زحمت کیوں اُٹھائی۔ عربی تو خیر دُور کی بات ہے۔ آپ کے اعتراض سے تو یہ بھی مترشح ہو رہا ہے۔ کہ آپ اردو فقرات سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ اور تناقض اور تضاد کے مفہوم سے بھی بالکل نابلد ہیں۔ واضح ہو کہ "طیر" انواع مخلوق میں سے ایک نوع ہے۔ جس میں صفت پرواز موجود ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں۔ کہ جس موقعہ پر طیر کا لفظ استعمال کیا جائے۔ وہاں پر صفتِ پرواز کا ظہور بھی ہو۔ بلکہ بسا اوقات محض اس نوع کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے مثلاً (۱) احمل فوق رأسی خبزاً تاکل الطیر منہ ۱۲/۱۵۔ یعنی میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔ اس میں سے پرند کھاتے ہیں۔ یہاں طیر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مگر اس سے پرواز کا نہیں بلکہ کھانے کا فعل ظاہر ہو رہا ہے۔ (۲) علمنا منطق الطیر ۱۶/۱۲۔ یہاں بھی اظہار پرواز نہیں۔ بلکہ اظہار نطق ہے۔ (۳) وحشر لسلیمٰن جنودہ من الجن والانس والطیر ۱۹/۱۲۔ یہاں بھی نوع طیر کے جمع ہونے کا ذکر ہے۔ صفتِ پرواز کے وقوع کا اظہار مقصود نہیں۔ (۴) وتفقد الطیر ۱۹/۱۲۔ اور طیر کا جائزہ لینا ظاہر ہے۔ کہ جائزہ کے وقت طیر صفوں میں کھڑے ہونگے۔ نہ کہ پرواز کر رہے ہونگے۔ غرضیکہ محض طیر کے لفظ کے استعمال سے یہ مفہوم نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اس وقت پرواز بھی کر رہے ہیں۔ بلکہ جہاں پر صفت پرواز کا وقوع مقصود ہے۔ وہاں پر اس کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ ۶/۱۹۔ یہاں یطیر بجناحہ کے الفاظ سے صفت پرواز کا وقوع ظاہر کیا گیا ہے (۲) اولم یروا الی الطیر فوقھم صٰفٰت ویقبضن ۶۷/۲۹۔ یہاں بھی صافات ویقبضن کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ طیر پروں کو کھولتے اور بند کرتے ہوئے اڑتے ہیں۔ (۳) فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءاً ثم ادعھن یاتینک سعیاً ۲/۳۔ یہاں بھی یاتینک سعیاً کے الفاظ سے ان پرندوں کے پرواز کرنے کا ذکر فرمایا ہے

مگر طیر کا لفظ ان کے پرواز کے فعل کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ انواع مخلوق میں سے نوع طیر کو ظاہر کر رہا ہے۔ پس فیکون طیراً کے یہ معنی کرنا کہ وہ اڑنے لگ گئے تھے۔ غلط ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تحریر فرمانا کہ "ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں" بالکل صحیح ہے ؛

اب میں آپ کی تناقض اور تضاد دانی پر سے بھی پردہ کو اُٹھا دیتا ہوں۔ واضح ہو۔ کہ تناقض اور تضاد میں یہ ضروری ہے کہ ایک ہی فعل کے متعلق ایک ہی وقت دو نقیض یا متضاد باتیں بیان کی جائیں۔ مگر یہاں ایسی صورت نہیں ہے۔ آپ کو اپنی کم علمی کی وجہ سے تناقض یا تضاد ثابت کرنے کے لئے آئینہ کمالات اسلام کی طرف رجوع کرنے کی بے سود زحمت اُٹھانی پڑی۔ ان دونو فقرات کے مفہوم جو آپ نے متناقض بیان فرمائے ہیں۔ ازالہ اوہام کے اُسی حاشیہ میں جس میں سے آپ نے پہلا فقرہ نقل کیا ہے موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں مفہوموں کو دو علیحدہ نقلوں میں بیان فرمایا ہے۔ یہ ایک ہی فعل کی دو متضاد صورتیں نہیں۔ بلکہ دو مختلف فعلوں کا جدا جدا بیان ہے۔ جو کسی صورت میں بھی متناقض یا متضاد نہیں کہلا سکتا۔ چنانچہ دیکھئے اسی حاشیہ میں صـ۳۱۷ پر تحریر فرمایا ہے "اب ہر ایک دانشمند سوچ سکتا ہے۔ کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دیدے۔ کہ تو مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مارا کر۔ وہ حقیقت میں جانور بن جایا کریں گے۔ اور ان میں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضاء جانوروں کے بن جائینگے ظاہر ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ پرندوں کے بنانے میں اپنی خالقیت میں اپنی خالقیت کا کسی کو وکیل ٹھہرا سکتا ہے۔ تو تمام امور خالقیت میں وکالت تامہ کا عہدہ بھی کسی کو دے سکتا ہے۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا۔ گو اس کے حکم اور اذن سے ہی سہی۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے اور فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین ۲۳/۱۴ کی مجبوری سے خالقِ حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جائیگی

اب رہا آپ کا یہ اعتراض کہ "یہ اعجاز کی صورت نہیں۔ یہ تو حذائی کا حصہ دار بنانا ہے"

اور حاشیہ صـ۳۱۵ میں مذکورہ بالا پیراگراف کے ساتھ ہی بیان فرمایا ہے "بعض دانشمند شرک سے بچنے کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے۔ وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے۔ ان کی عمر چھوٹی ہوتی تھی۔ تھوڑی سی مسافت تک پرواز کر کے گر کر مر جاتے تھے لیکن یہ عذر بالکل فضول ہے۔ اور صرف اس حالت میں سننے کے لائق ہے۔ کہ جب یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور جھوٹی حیات جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے۔ ایک جھوٹی جھلک کی طرح ان میں نمودار ہو جاتی تھی۔ پس اگر اتنی ہی بات ہے تو ہم اس کو پہلے سے تسلیم کر چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک ممکن ہے۔ کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے۔ جو اس دخان میں پیدا ہوتی ہے۔ جس کی تحریک سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ صانع فطرت نے اس مخلوقات میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شریک صفات باری ہونا ممکن نہیں۔ اور کونسی صنعت ہے۔ جو غیر ممکن ہے ؛

حاشیہ صـ۳۱۷ کے پیراگراف کے آخری جملہ میں حضرت اقدس نے پرندوں کی پرواز کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں ایک اعجاز کی صورت اور دوسری ایسی صورت جس میں حضرت مسیح علیہ السلام حذائی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ اور اس پیراگراف میں دوسری صورت کی تشریح کی گئی ہے۔ اور حاشیہ صـ۳۱۸ کے پیراگراف میں اعجاز کی صورت کی تشریح کی گئی ہے۔ اور جن فقرات کے درمیان آپ نے تناقض ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ ان دونو فقرات کی تشریح ان ہر دو پیراگرافوں میں موجود ہے پہلے فقرہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بنائے ہوئے پرندوں کے ایسے پرواز سے انکار ہے۔ جس سے ان کی حذائی کا حصہ دار بنایا جانا مفہوم ہو۔ اور دوسرے فقرہ میں ایسے پرواز کا اقرار ہے۔ جو بطور معجزہ کے ہو۔ فرمایئے ان میں تناقض کونسا ہوا۔

؎ یہاں ابو عبیدہ صاحب نے تناقض کی نفی میں سلب بیان اور سلب محض کے فرق کا لحاظ نہیں رکھا۔ جو ضروری تھا۔ (ناشر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

اگر یہ چیلنج منظور ہے تو میدان میں نکلو

اخبار پرکاش زیر عنوان "چیلنج منظور ہے" تحریر کرتا ہے۔ "قادیانی فاروق کے ۲۱ اپریل کے پرچے میں میاں فتح محمد صاحب کراچی سے لکھتے ہیں۔ کہ:۔ "اے دیانند کے تمام چیلو! اگر تم کو دیانند اور وید پیارے ہیں۔ تو میرے ساتھ تحریری مباحثہ کرلو۔ . . . . میں تمام آریہ سماج کے چھوٹے بڑے ودوان جاہل وغیرہ وغیرہ کو مکرر چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر ان کی رگوں میں خون۔ خون میں حرکت اور حیا کا مادہ ہے۔ تو میرے ساتھ تحریری شاستراارتھ کریں۔ دیانند کے جس سدھانت پر بحث کرنا چاہیں کرلیں" میاں فتح محمد صاحب ذرا ہوش سے کام لو۔ اگر آپ کو تحریری مباحثہ کا شوق ہے۔ تو بتلاؤ۔ کہ کس مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہو۔ کیا مرزا صاحب کی مجددیت کو لوگے؟ یا مسئلہ رسالت کو؟ ان ہر دو میں سے جس مضمون پر طبع آزمائی کرنا چاہو۔ پرکاش آپ کی خدمت اور ہدایت کے لئے حاضر ہے۔ یاد رکھو۔ آریہ سماج کا بچہ بچہ آپ کے فرقہ کی ان تعلیموں سے پورے طور پر واقف ہے"

(اخبار پرکاش ۳۰ راپریل ۱۹۳۳ء صـ)

پرکاش کا دھوکا

اخبار پرکاش نے "چیلنج منظور" کی سرخی دیکر عام لوگوں کو یہ دھوکا دیا ہے۔ کہ اس نے خاکسار کا چیلنج منظور کرلیا ہے۔ جو کہ یہ تھا۔ کہ "دیانند کے تمام سدھانتوں کو میں ویدک ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں" لیکن آپ اس کے تمام نوٹ کو پڑھ جائیں۔ آپ کو اس چیلنج کی منظوری کا کوئی اعلان نظر نہ آئیگا۔ جس سے خود بخود یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج کے تمام ودوان بھی ملکر دیانندی سدھانتوں کو ویدک دھرمی سدھانت ثابت کرنے سے قاصر ہیں ٭

پرکاش کا چیلنج منظور ہے

اخبار پرکاش نے علم مناظرہ سے ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہوئے مجھے یہ کہا ہے۔ کہ بتاؤ کس مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہو۔ کیا مرزا صاحب کی مجددیت کو لوگے؟ یا مسئلہ رسالت کو؟ ان ہر دو میں سے جس مضمون پر طبع آزمائی کرنا چاہو۔ پرکاش حاضر ہے۔ پیشتر ازیں کہ میں حضرت کرشن ثانی جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کروں۔ میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ پرکاش کی خدمت میں عرض کروں۔ کہ پرکاش کا اخلاقاً یہ فرض تھا۔ کہ وہ میرے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اسی چیلنج پر بحث کرتا۔ لیکن اس نے گریز کرکے یہ ثابت کردیا ہے۔ کہ اس کے پلے کچھ نہیں ہے۔ لہذا میں اس کو معذور اور مجبور خیال کرتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کرشن ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کو سچا ثابت کروں۔ اور ویدک لٹریچر سے حضرت کرشن ثانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو پرگٹ کروں۔ کیونکہ ہندوؤں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے ٭

پرکاش کا مطلب بھی غالباً مجدد اور رسول سے ہی ہوگا۔ اگر وہ کرشن ثانی کی بجائے مجددیت اور رسالت پر ہی مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کن معیاروں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو پرکھنا چاہتا ہے۔ اگر قرآن شریف کے معیاروں پر پرکھنا چاہتا ہے۔ تو بھی بندہ حاضر ہے۔ لیکن یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ پرکاش کے لئے ویدہی سچا ہے۔ لہذا میں آریوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے ویدک معیار ہی پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے۔ آمین ثم آمین ٭

کرشن ثانی کی آمد کا یہی وقت ہے

"جب کل یگ آئیگا۔ تو لوگ آپس میں لڑینگے۔ پریواروں میں سکھ نہ ہوگا۔ استری پتی کے۔ پتا پتر کے۔ بھائی بھائی کے آپس میں فساد ہونگے۔ ست نہیں رہیگا۔ سوارتھ کا راجیہ ہوگا۔ پاپ کی وجے ہوگی۔ اس قسم کا چتر کل یگ کا پورانوں میں کھینچا گیا ہے۔ اور یہ چتر اس سمیہ پورا دنیا پہ گھٹتا ہوا نظر آتا ہے" (از اچاریہ رام دیو جی اخبار پرکاش ۲۲ رمئی ۱۹۳۲ء صـ)

اس جگہ اچاریہ جی صاف صاف یہ تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ یہ وہی زمانہ ہے۔ جس کی خبر بہت عرصہ پہلے لوگوں کو بتادی گئی تھی۔ اور یہی وہ وقت ہے جبکہ کرشن ثانی کی آمد کا چرچا ہو رہا ہے۔ اور ہندوؤں کے دل پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ:۔

"دکھاؤ کرشن پھر بھارت کو صورت سانوری اپنی
کرو کچھ یاد دینا ناتھ پر تگیا وہی اپنی
کہاں ہو دیو کی نندن بچاؤ لاج ابلا کی
سناتی ہے تمہیں پھر ثیر بھگون دروپدی اپنی
(اخبار ہندو لاہور ۲۰ راکتوبر ۱۹۳۰ء)

"اب وقت مسیحائی ہے گوکل کے گوالے
بیمار ترے نزع میں لیتے ہیں سنبھالے
مولا تیرے بھارت میں گڑے غیر کے جھنڈے
آقا ترے بندوں کو پڑے جان کے لالے
کہنا یہ اس بندہ نواز دو جہاں سے
اے سند کے لخت جگر اے بانسری والے
وعدہ پہ تیرے زندہ ہیں اب تک تیرے شیدا
کیا دیر ہے آغوش محبت میں بٹھالے
ورنہ تیری اُمت کا ٹھکانا نہ ملے گا
آنے کا تجھے کوئی بہانہ نہ ملے گا
(اخبار ہندو ۷ راپریل ۱۹۳۰ء)

"اے پربھو! پھر کرشن جیسے یوگیراج بھارت میں جنم لیں۔ اور اپنے بھارت ماتا کے بچوں کو جسمانی اور روحانی سوتنترتا دلائیں۔ بھارت نہ صرف جسمانی طور پر غلام ہے۔ بلکہ اب تو بھارت مانسیک اور روحانی طور پر بھی غلامی کی زنجیروں پر جکڑا پڑا ہے۔ اب یہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُور اچار اور ادھرم بڑھ گیا ہے۔ اب بھارت کو پنر جیوت کرنے کی اوشکتا ہے۔ اب بھارت کی دُرگتی کو دُور کرو۔ خود بھگوان کرشن کا وعدہ تھا۔ کہ جب بھارت میں دھرم کی گلانی ہو گی۔ میں آکر اُس کا ادھار کروں گا۔"

(اخبار آریہ دیر ۶ ستمبر ۱۹۳۱ء صـ۳)

ناظرین آپ ان تمام واقعات پر غور کریں۔ تو آپ کو پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ کرشن ثانی علیہ السلام کی آمد کا یہی وقت ہے۔ اور بھائی پرمانند ایم۔ اے نے یہاں تک تحریر کر دیا ہے۔ "بھگوان ایک بار پھر آؤ تو سہی کسی دوسری آتما میں پردیش کر کے ہی آؤ۔ اپنی جاتی کو سیدھا راستہ ایک بار پھر بتا جاؤ۔"

(ہندو لاہور ۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء صـ۴)

ہندوؤں کے دل دماغ۔ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سے یہ آواز نکل رہی ہے۔ کہ حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا یہی وقت ہے۔ ان کی حرکات و سکنات سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کی انتظار میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے ان کی حالت زار پر ترس کھا کر اور اپنی رحمت کے سمندر کو جوش میں لا کر حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد ثانی کو کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں ظاہر فرمایا۔ پس اے احمدی دوستو! مخلوق خدا پر ترس کھاؤ۔ ہندوستان کے بچہ بچہ کے کان میں یہ آواز پہنچا دو۔ کہ خداوند تعالیٰ نے ہندوستان کی بہتری کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ بہت لمبے عرصہ کے بعد پرمیشور نے ہماری ماتر بھومی یعنی بھارت ورش میں بھارت ورشی رسول نازل فرمایا ہے۔ اے احمدی نونہالو۔ اُٹھو اور دیوانہ وار پکار پکار کر یہ منادی کرو۔ کہ کرشن ثانی جناب مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ؎

اگر پوچھے کوئی کاہن کہاں ہے
تو کہہ دو اس کا مسکن قادیاں ہے

اے بھارت واسیو! اب ہندوستان کی ترقی کا راز بھی حضرت مسیح قادیانی کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہندوستان تھا تمام سنسکار کا کلیان احمدیت میں ہے۔ خوش بخت ہے۔ وہ ہندو جو کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر کے اپنی کرشن بھگتی اور شردھا کا ثبوت دیتا ہے۔ اگر ہندوؤں کو کرشن علیہ السلام کی سچائی پر اعتبار اور ان کے وعدے کی سچائی کا اقرار ہے۔ تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیں۔ ورنہ حضرت کرشن علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کسی اور شخص کو پیش کریں۔ جو کرشن ثانی ہونے کا دعویدار ہو۔

صداقت کرشن ثانی اور وید

"ایک عقل مند انسان اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ جھوٹا اور سچا بچن ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں۔ دونوں میں جو ستیہ ہے۔ اٹھک اٹل ہے۔ اسکی خداوند تعالیٰ حفاظت کرتا ہے۔ اور جو جھوٹ ہے۔ اس کا ناش کرتا ہے"۔ (رگوید منڈل ۷۔ سوکت ۱۰۴ منتر ۱۲)

ویدک پرمیشور نے اس منتر کے ذریعہ یہ فیصلہ کن طریق بتا دیا ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ سچے انسان کا نگہبان ہے۔ اور جھوٹے کا ناش کر دیتا ہے ؎

میں حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے کچھ تحریر نہیں کرتا۔ بلکہ آریہ لٹریچر سے ہی اس صداقت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہوں۔ جس وقت حضرت کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرشن ثانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو کنس روپی لیکھرام مقابل پر کھڑا ہوا۔ اس مقابلے کا جو پرنیام نکلا۔ وہ ہدیہ ناظرین ہے: "آہ کتنے دردناک الفاظ ہیں جو کہ ہمیشہ خوشحال چند خورسند ایسے مصلح و سچے سیوک کی قلم سے نکلے ہیں۔ . . . پنڈت لیکھرام جی مہاراج کی زندگی و شہادت کے روشن واقعات کو لیجئے۔ اور اس کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی قدر دانی کا ملاحظہ کیجئے۔ اور پھر بتلایئے آج کس کی زیادہ عقیدت ہو رہی ہے . . . کہاں ہیں پنڈت لیکھرام جی کے نام پر مشن کالج سرفروشوں کے سکول وغیرہ وغیرہ۔ مگر اس کے مقابلے میں دنیا بھر کا کوئی آباد حصہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں پر مرزا صاحب موصوف کے نام کا پرچار نہ ہو۔ بڑے بڑے عالم فاضل دنیا کے کونہ کونہ پر ان کے نام کا پرچار کر رہے ہیں۔ کیا ان حقائق کی موجودگی میں کالج سکیشن یا گورو کل سکیشن کا کوئی آریہ سماجی لیڈر چھاتی پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن کے مقابلہ پنڈت لیکھرام کے نام پر کوئی مشن بنایا گیا ہے۔ یا موجود ہے . . . یا اس کے جاری کردہ مشن کو قائم رکھا ہے۔ . . . ذرا قادیان میں جاکر ان رسالوں۔ روزانہ ہفتہ وار۔ انگریزی اردو۔ عربی۔ فارسی کتابوں و اخباروں کی تو گنتی کریں۔ جو کہ مرزا صاحب کے مشن کو دنیا کے کونہ کونہ میں پھیلانے کا کام کر رہی ہیں۔ اور ان مبلغوں کی گنتی تو کریں۔ جو دنیا بھر میں مرزا صاحب کی نبوت کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ ان کے اپنے ملک میں تمام اقوام ان کی مخالف ہیں۔ خود مسلمان ان کو کافر خیال کرتے ہیں۔ ان پر فتوے لگائے جاتے ہیں۔ مگر وہ شیر مرد مرزا صاحب کے کلام و کام کو مست ہاتھی کی طرح پھیلائے جاتے ہیں"

(اخبار آریہ دیر کا شہید نمبر ۲۷ فروری ۱۹۳۳ء)

آریہ سماج اور وید

"قادیانی جماعت نے قرآن شریف کی ایک مستند تفسیر ایک خاص علماء کی کمیٹی سے کرائی ہے۔ اور وہ اس وقت ہر جگہ مل سکتی ہے۔ مگر آریو! تم کو شرم سے کہاں چھپنا چاہیئے۔ گذشتہ پچاس سال میں آپ نے اپنی طاقت دست اور توجہ بڑے بڑے مینار کھڑے کرنے میں لگا دی۔ اور ویدوں کو ان کے نیچے دفن کر دیا۔ . . . افسوس کہ اس دھرم کے ٹھیکیدار خود ہی اپنے دھرم سے بے لکھ اور ناواقف ہیں"

(آریہ گزٹ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

آریہ سماج اور پرچار

"اس وقت آریہ سماج کو ہندو سماج میں ویدک دھرم کے پرچار کی جو سہولتیں حاصل ہیں۔ وہ مرزائی احمدیوں کو مسلمانوں میں پرچار کرنے کی نہیں۔ مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ لیکن ان کا پرچار بڑھ رہا ہے۔" (آریہ ویر کا شہید نمبر ۲۷ فروری ۱۹۳۳ء)

آریہ سماج اور دولت وغیرہ

"قادیانی احمدی جماعت آریہ سماج کی خوشہ چین ہے۔ تعلیم۔ آبادی۔ لیاقت۔ دولت اور اثر کے لحاظ سے آریہ سماج کو اس پر فوقیت حاصل ہے۔"

(آریہ گزٹ ۲۰ جنوری ۱۹۳۱ء)

پیارے ناظرین! آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جماعت احمدیہ آریہ سماج کے مقابلہ میں دولت۔ اثر۔ سہولت تعداد اور تعلیم وغیرہ وغیرہ کے لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ یعنی دنیاوی سامان سے جماعت احمدیہ تہیدست ہے۔ لیکن یہ بمشور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ اور کرشن ثانی جناب مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی طرح مدد کرتا ہے۔ جس طرح اس نے پہلے کرشن علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ اور کنس کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ گو وہ دولت۔ اثر۔ تعداد وغیرہ وغیرہ کے لحاظ سے کرشن علیہ السلام سے بڑھا ہوا تھا۔ یہ خداوند تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کا زندہ ثبوت ہے۔ جس کا کوئی عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اور لیکھرام اپنے خون سے یہ شہادت دے گیا ہے کہ لیکھرام اور اس کی سماج کا پرمیشور کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اس لئے وہ ناش کو پراپت ہو گیا۔ اس کا مقصد فوت ہو گیا۔ اور آریوں نے ویدوں کو دفن کر دیا۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اسلام اور قرآن شریف کو زندگی بخش کر اسلام کی صداقت کا زبردست اور ناقابل تردید ثبوت دیا ہے جس کے کان ہوں وہ سنے۔ اور جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ اور لکھنی کے مارگ یعنی احمدیت کو گرہن کر کے کلیان کا بھاگی بنے ؛

انتم کے میں اخبار پرکاش کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس پر گھمبیرتا پوروک درشٹی ڈالے۔ اور ست کو تیاگ کر اسے گرہن کرے۔ اگر کوئی شنکا ہو۔ تو خاکسار حاضر ہے۔ الزام دہندگان سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مرزا علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیغامی مشن

مسیح موعود اور دعویٰ نبوت

(گذشتہ سے پیوستہ)

گذشتہ پرچہ میں میں ان منافقین کے گروہ کی منافقت کو ثابت کرتے ہوئے کہ جس نے صرف خلافت کے جھگڑے کے چکر میں آکر صداقت اور حقیقت سے تجنب اختیار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور دعویٰ نبوت کو پس پشت ڈال کر سینکڑوں انسانوں کو گمراہی کی طرف مائل کرنے کی ناکام کوشش کی تبلا چکا ہوں۔ کہ حقیقت میں یہ گروہ احمدیت کا اشد ترین مخالف ہے۔ چنانچہ اس بات کو میں نے پایۂ ثبوت تک پہنچاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کتب سے چند ایسے حوالجات ناظرین کے سامنے پیش کئے تھے۔ کہ جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے تئیں نبی ثابت کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت ثابت کیا ہے۔ مگر اس نبوت کا اجرا ثابت کیا ہے۔ کہ جو اپنے ساتھ نئی شریعت نہ رکھتی ہو۔ اور اس نبی کا آنا ثابت فرمایا ہے۔ کہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہو۔ اور آپؐ کی پورے طور پر اتباع کرنے والا ہو۔ ایسے شخص کے علاوہ اور کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ اور ساتھ ہی آپؑ نے اپنے متعلق فرمایا ہے۔ کہ "اسی طرح میں امتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی"

اب میں آپؑ کی کتب سے مزید حوالجات درج کرتا ہوں۔ کہ جن میں آپ نے اجرائے نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لحاظ سے افضل الانبیاء ثابت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی امت میں نبی آتے رہینگے بلکہ وہ نبی کہ جو گذشتہ انبیاء سے فوقیت رکھنے والے ہونگے۔ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت آنحضرت صلعم کی شان نبوت میں ایک نئی شان پیدا کر دیتی ہے۔ دیکھئے حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلعم کے جذبۂ محبت میں آکر کیا فرماتے ہیں۔

توضیح مرام صفحہ ۱۲ و ۱۳۔

"اور یہ کیفیت دنیا کے چند ایک انسان کو ملی ہے اور جو انسان کامل ہے (آنحضرت صلعم) جس پر تمام سلسلۂ انسانیت ختم ہو چکا ہے۔ اور دائرہ استبداد بشریہ کمال کو پہنچ چکا ہے۔"

اس کے بعد وہ حوالجات درج کرتا ہوں۔ جن کا ذکر اوپر کر چکا ہوں۔

۱۔ خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۲۔

"اور اس امت کے یہود اور ان کی سیرت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی خالی جگہ تھی یعنی منہم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ اس بناء کو کمال تک پہنچائے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔" خدا کے لئے اب کوئی اہل پیغام سے جا کر پوچھے۔ کہ آیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبوت کی بناء میں آخری اینٹ مانتے ہیں۔ اگر مانتے ہیں۔ تو نبوت سے انکار کیسا۔ اور اگر نہیں مانتے تو حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے منکر ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ اکمل بیچ سے کام لے کر ادھر احمدی کہلاتے ہیں اور ادھر غیر احمدیوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ نبوت بند ہے۔ پس وہی حالت ہے۔ کہ جو قرآن مجید نے منافقین کی حالت بتلائی ہے۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم۔۔۔ الخ سورہ بقرہ ع۔ کہ وہ منافق لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو ایمان لائے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہمخیالوں کے پاس جاتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ بعینہٖ اہل پیغام کی یہی حالت ہے۔ کہ احمدیوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئے ہیں۔ اور ادھر غیر احمدیوں کو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اجرائے نبوت کو مانتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

۲۔ الوصیت ص۱۵

"اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہِ راست غیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا۔ تو ختم نبوت کے معنی باطل تھے"

مطلب یہ ہے۔ نور نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرنے والا شخص درجۂ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔

۳۔ ایک غلطی کا ازالہ۔

"اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو۔ تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے۔ لا یظھر علی غیبہٖ احدًا اِلّا مَنِ ارتضٰی من رسولٍ۔ اب اگر آنحضرت صلعم کے بعد ان معنوں کے رُو سے انکار کیا جائے۔ تو اسی سے لازم آتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھا جائے۔ کہ یہ امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے"

اب اگر ہم یہ تسلیم کریں۔ کہ اُمتِ محمدیہ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بند ہے۔ تو آنحضرت صلعم کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ باقی انبیاء جو آنحضرت صلعم سے درجہ میں کم ہیں۔ ان کی اُمّت میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جاری رہا ہے۔ اور ان کی اُمّت میں نبی آتے رہے۔ مگر افضل الانبیاء کی اُمّت میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو ایک رحمت ہے بند اور نبوت بھی بند۔ افسوس ہے کہ آنکھوں کے اندھے حضرت مسیح موعودؑ کی شانِ تحریر اور تقریر کو نظرِ تحقیق سے نہیں پڑھتے۔ اور نہیں سنتے۔ ورنہ پروانوں کی طرح اس شمع ہدایت پر گھوم گھوم کر مر جاتے مگر عقل کہاں اور ہوش کہاں۔ کہ دنیا کی ہوس نے آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے ؎

۴۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۱

"ومبشرًا برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا آخری زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ہاتھ ہوگا۔ جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا۔ اور ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ جب امتِ محمدیہ میں بہت فرق ہو جائینگے۔ تب آخری فرقہ میں ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں سے وہ نجات پائے گا۔ جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا"

اب میں اس سوال کا جواب اہل پیغام سے لینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو وہ اس آخری زمانہ میں آنحضرت صلعم کا مظہر تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ کو اس زمانہ کا ابراہیم مانتے ہیں۔ یا نہیں؟ اور ساتھ ہی اس ابراہیم (مسیح موعودؑ) کے فرقہ (احمدی) کو نجات پانے والا تسلیم کرتے ہیں۔ تو آئیں ہمارے ساتھ مل جائیں۔ اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو غیر احمدیوں کے ساتھ مل جائیں۔ ورنہ اب ان کا پول کھل گیا ہے۔ اب ان کے دھوکہ میں کوئی نہیں آئیگا۔

۵۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۲:-

"آیت ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ۔ آنحضرت صلعم کے حق میں ہے۔ اور پھر یہی آیت مسیح موعودؑ کے حق میں بھی ہے۔ جیسا کہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں"

اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت سے یہ ثابت فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح یہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ... الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اسی طرح یہی آیت سورۃ الصف میں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں اسمہ احمد کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ کہ جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اسمہ احمد والی پیشگوئی میں اپنے آپ کو احمدؐ ثابت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اس آیت کو بھی اپنے اوپر چسپاں فرمایا ہے۔ جس کا ثبوت اسلامی اصول کی فلاسفی" ہے۔

۶۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۳۔

"ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہ کی جماعت جو زیر تربیت آنحضرت صلعم ہے۔ دوسری پچھلوں کی جماعت جو بوجہ تربیت روحانی آنحضرت صلعم کے جیسا کہ آیت واٰخرین منھم سے سمجھا گیا ہے۔ صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ یہی دو جماعتیں اسلام میں حقیقی طور پر منعم علیہم ہیں۔ ... ان میں سے جو لوگ خدا کا الہام پانے والے اور خدا کے پاک جذبے سے اس کی طرف کھینچے ہیں۔ وہ نبیوں کے رنگ میں ہیں۔ اور ان میں سے جو لوگ بذریعہ اپنے اعمال کے صدق اور اخلاص دکھانے والے اور ذاتی محبت سے بغیر کسی غرض کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ صدیقوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے آخری نعمتوں پر دکھ اٹھانیوالے اور خدا کے دین کا بچشم دل مشاہدہ کر کے جان کو ہتھیلی پر رکھنے والے ہیں۔ وہ شہیدوں کے رنگ میں ہیں۔ اور جو لوگ ان میں سے ہیں۔ کہ ہر ایک فساد سے باز رہنے والے ہیں۔ وہ صلحاء کے رنگ میں ہیں"

معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اجرائے نبوت کو ثابت نہیں کیا۔ کیونکہ یہ عبارت اس آیت کی تفسیر ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقًا۔ سورہ النساء ع۹ میں جب یہ بات تسلیم کر لی جائے۔ کہ اس آیت کے ماتحت آنحضرت صلعم کی اُمّت سے وہ لوگ جو پورے طور پر عبادت کرنے والے ہیں نبی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے